

۷۸۶
۹۲

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بنیاد گذار:- اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر سرپرستی:- امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب دامت برکاتہم جامعہ رضویہ لائلپور

بظلِ عنایت:- صاحبِ مصطفٰے پیکر صدق و صفا حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہ خطیب زینۃ المساجد گوجرانوالہ

اہلِ سنت و جماعت کا واحد ہفت روزہ

رضائے مصطفٰے

گوجرانوالہ
جمہوریہ اسلامیہ پاکستان

مدیر:- محمد حفیظ نیازی

جلد ۱ ★ بروز جمعہ ۲ شوال المکرم سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۳ مئی سنہ ۵۷ء ★ شمارہ ۴

بکرم نور علی شاہ

عازمِ مدینہ سے التجا

از جناب قمر سلیمانی صاحب

۸ مئی کو زائرین مدینہ و حجاج کعبہ کا پہلا جہاز سفینۂ عرب کراچی سے ساڑھے ۲ بجے روانہ ہو رہا ہے۔ حرمین طیبین کو روانہ ہونے والے خوش عقیدہ و خوش نصیب حضرات کو الوداع کہنے والے زبانِ حال و قال سے جن جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ ذیل کی نظم میں انہیں کی ترجمانی کی گئی ہے (ادارہ)

محبوب کبریا سے میرا اسلام کہنا

تجھ پر خدا کی رحمت اے عازمِ مدینہ — نورِ محمدی سے روشن ہو تیرا سینہ
جب ساحلِ عرب پر پہنچے تیرا سفینہ — اس وقت سر جھکا کر للہ باقرینہ
سلطانِ انبیاء سے میرا اسلام کہنا

ساحل پہ آتے آتے موجوں کو چوم لینا — موجوں کے بعد دلکش ذروں کو چوم لینا
اس پاک سرزمیں کی راہوں کو چوم لینا — پھولوں کو چوم لینا کانٹوں کو چوم لینا
پھر نورِ والضحٰی سے میرا اسلام کہنا

ہو جانبِ مدینہ جب کارواں روانہ — صلِّ علیٰ محمد کا لب پہ ہو ترانہ
وردِ زباں ہوں جس دم اشعارِ عاشقانہ — جب رحمتِ خدا کا بٹنے لگے خزانہ
سرچشمۂ عطا سے میرا اسلام کہنا

دربارِ مصطفٰے کی حاصل ہو جب حضوری — پیشِ نظر ہو جس دم وہ بارگاہِ نوری
ہو دُور رنج و کلفت مٹ جائے فکرِ دُوری — دیدارِ مصطفٰے کی جب آرزو ہو پوری
والشمس کی ضیا سے میرا اسلام کہنا

روضہ کی جالیوں کے جس دم قریب جانا — رو رو کے حالِ مسلم سرکار کو سنانا
بے ساختہ لپٹنا جوشِ جنوں دکھانا — سینے سے بھی لگانا آنکھوں سے بھی لگانا
پھر نورِ حق نما سے میرا اسلام کہنا

قیمت فی پرچہ ۲

سالانہ چندہ پانچ روپیہ

ہفت روزہ
"رضائے مصطفےٰ"
گوجرانوالہ
۲ شوال المکرم ۱۴۰۶ھ

..... کجا ماند مسلمانی

مسلمانوں کے لئے یہ خبر نہایت ہی رنج و افسوس اور غم و غصہ کا موجب ہوگی کہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے ایم اے کے نصاب میں ایک ناپاک انگریزی کتاب "ریلجیوز ہسٹری" مصنفہ مسٹر ٹامسن براؤن مطبوعہ میکملین اینڈ کمپنی لندن بھی داخل ہے جس کے صفحہ ۱۸ پر لکھے الفاظ میں قرآن پاک کے خلاف یہ دریدہ دہنی کی گئی ہے۔ "کہ (ترجمہ) میں بغیر کسی تعصب کے کہتا ہوں کہ مسلمانوں کا القرآن ایک لایعنی کتاب ہے جو فلسفے کی لاش اور مضحکہ خیز اغلاط سے بھری ہے جس میں نا ممکنات کے علاوہ لسانیوں اور خرافات کی کثرت ہے اور جہاں تک دلیل کا ان کا تعلق ہے اسے ہنسا بھی نہیں جا سکتا۔ ان کی بنیاد محض گھڑنت فلسفوں سے کی گئی ہے۔ نیز جہالت کی پالیسی کی یہ نمائندگی کرتا ہے اور دانش کے دل اور علم و عقل کو ترک کرکے (جہاد) کے ذریعے مسلط کرتا ہے"۔ (سوال یہ ہے کہ نعوذ باللہ) ہو سکتا ہے وہ کونسا مسلمان ہے جس کا خون یہ پڑھ کر کھولے بغیر نہیں رہیگا، حیرت اور سخت حیرت کی بات ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ہر شعبہ میں کتاب و سنت کے سنہری الفاظ موجود ہیں) میں ایک ایسی کتاب داخل نصاب ہے۔ جس میں نہ صرف اسلامیان پاکستان بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا گیا ہے اور تعجب ہے یونیورسٹی کے ان ارباب اختیار پر جنہوں نے دعوئ مسلمانی کے باوجود ایسی خبیث کتاب کو نصاب میں داخل کیا۔

ہم

ارکانِ یونیورسٹی اور اربابِ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس گندی کتاب کو جلد از جلد نصاب سے خارج کیا جائے، مارکیٹ میں اس کی فروخت روک دی جائے اور اسے ضبط کرکے پاکستان میں اس کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔

اسلامی ایام میں شیطانی پروگرام

عید سعید کے مبارک موقع پر جہاں سچے مسلمان فرمان باری تعالےٰ کی بجا آوری پر اسلامی پروگرام کے مطابق رب العزت کے دربار میں سربسجود ہوتے ہیں۔ وہاں اس موقع پر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو شیطانی پروگرام تیار کرتے ہیں۔ چنانچہ عید کی آمد سے پہلے ہی اخباروں اور پوسٹروں کے ذریعہ اس قسم کے الفاظ سے عید کا خیر مقدم کیا جاتا ہے کہ "فلاں فلم عید پر پاکستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں نمائش کے لئے پیش ہو رہی ہے" عید کی خوشی میں چار شو عید کا رومانی پروگرام وغیرہ وغیرہ چاہیئے تو یہ کہ اگر کوئی مدعی اسلام روزانہ بھی فلم بینی کا عادی اور عیاشی کا نوگر ہے۔ تو وہ بھی مقدس اور اہم اسلامی ایام میں شرمائے اور اپنے رب سے گزشتہ گناہوں کی معافی چاہے اور آئندہ کے لئے راہ راست پر قائم رہنے کا عزم بالجزم کرے۔ مگر آجکل ہوتا یہ ہے کہ ان ایام میں پہلے سے بھی زیادہ دلیری کے ساتھ خلاف شرع پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ قوم کے اخلاق و اعمال بگاڑنے میں ان "سینماؤں" کا کتنا اہم حصہ ہے۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ جو شخص اسلامی اصطلاحات کو زبان پر لائے اور عید عید پکارے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کی بتائی ہوئی عید اسلامی پروگرام کے مطابق منائے اور اگر کوئی نام عید کا لے اور پروگرام شیطانی سرانجام دے تو اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ عید کا پیارا اسلامی لفظ اپنی زبان پر لائے اور غیر شرعی پروگرام پر عمل پیرا ہو کر اسلامی اصطلاح کا مذاق اڑائے۔ ایسے لوگوں کا عید کے ساتھ کیا تعلق اور عید کی برکت و مسرت میں کیا حصہ ہو سکتا ہے! ان لوگوں کا حال تو ایسا ہی ہے کہ ؎

ہرگناہے کہ کنی در شب آدینہ بکن
تا تو از صدر نشینان جہنم باشی

ہمیں خادم دین ہونے کی حیثیت سے یہی شکایت ان لوگوں سے بھی ہے جو شب برات۔ عرس۔ نکاح وغیرہ مبارک اسلامی تقریبات پر غیر شرعی شیطانی حرکات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بلکہ ہر اس شخص سے کہ جو مسلمان کہلائے۔ اسلامی نام پر جایا جائے اور پھر رحمٰن کی اطاعت کی بجائے شیطان کی اطاعت کرے العیاذ باللہ تعالیٰ ؎

وائے ناکامی مسلمانوں میں غیرت نہ رہی
پاس مذہب نہ رہا اور دین سے الفت نہ رہی۔

قبلہ ام محراب ابروئے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(شاعر ماہ طیبہ سید محمد مرغوب اختر الحامدی مدظلہ حیدرآباد)

بندہ گیسوم لاہوت روئے حبیب
قبلہ ام محراب ابروئے حبیب
خلق محبوب است قرآن عظیم
خوئے خلاق جہاں خوئے حبیب
شرح گیسوئے نبی واللیل ہست
والضحیٰ آئینہ روئے حبیب
من ضعیفم شعلہ افشاں مہر حشر
الغیاث اے ظل گیسوئے حبیب
بیکساں رایک تو ای جائے پناہ
آفریں اے وسعت کوئے حبیب
من بموسم پائے تو اے خوش بیا
تو کجا ہستی سگ کوئے حبیب
راہ طیبہ جو بہ انوار رضا[1]
بنگر اختر ہست ایں کوئے حبیب

[1] اشارہ بذات گرامی حضور مرشدی و مولائی اعلیحضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہ

ع مضمون ہذا کتابت کے لئے جا چکا تھا جب یہ خبر نظر سے گزری کہ پنجاب یونیورسٹی نے اس گندی کتاب کو ایم اے (انگریزی) کے نصاب سے خارج کر دیا ہے۔ الحمد للہ کہ ایم اے کے نصاب سے ع کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔ کاش کہ ایسے ذمہ دار ادارے پہلے ہی سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا کریں۔ بہرحال ابھی اس ناپاک کتاب کی ضبطی ارباب حکومت کے ذمے ہے ہمیں امید ہے کہ جلد از جلد یہ قدم اٹھا کر بھی مسلمانوں کی تسکین کا سامان کیا جائے گا۔ (ادارہ)

کیوں؟

بقیہ رزم و بزم

پچھلے شمارہ میں حضرت مدیر ماہ طیبہ کے قلم سے آپ نے احکام شرعیہ کے متعلق "چون و چرا" اور "کیوں کیوں" کرنے والے عقل کے ماران "کیوں" کا نشتر نما رہی ملاحظہ کیا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اس وقت بھی آپ کو حضرت مدیر ماہ طیبہ ہی کی زبانی ایک اور "مریض کیوں" کی کہانی سنا دیں۔ سنیئے۔ فرماتے ہیں۔

ایک لڑکے نے ایک مولوی صاحب سے کہا۔ مولوی صاحب روزہ ہم کیوں رکھیں؟ ذرا سمجھائیے تو سہی۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ بس خدا کا حکم ہے یہاں کیوں کا کیا دخل ہے اور یہ آپ کا کیوں کرنا کیوں؟ لڑکے نے کہا مگر آپ کا کیوں سے گھبرانا کیوں!

مولوی صاحب نے جواب دیا، اچھا تو پہلے میرا "کیوں" سن لیجئے۔ فرمایئے۔ زمین نیچے کیوں ہے۔ اور آسمان اوپر کیوں ہے! گنا رس بھرا کیوں ہے۔ بانس خالی کیوں ہے! تربوز کا رنگ سبز کیوں ہے؟ اور نارنگی کا سرخ و زرد کیوں؟ اور بابو جی! آپ مرد کیوں اور آپ کی بیگم عورت کیوں ہے۔ آپ کی بیگم آپ کا شوہر کیوں نہیں اور آپ اپنی بیگم کی بیگم کیوں نہیں۔ آپ اپنے باپ کے بیٹے کیوں اور وہ آپ کا باپ کیوں؟ آپ اپنے باپ کے باپ کیوں نہیں اور باپ آپ کا بیٹا کیوں نہیں؟ آپ کا دادا اس کا دادا کیوں؟ اور آپ اس کے پوتے کیوں! آپ کچھ عرصہ پہلے تشریف کیوں نہ لائے تاکہ دادا آپ بن جاتے۔ دادا کچھ عرصہ بعد کیوں نہ آئے تاکہ پوتا وہ بن جاتے وغیرہ وغیرہ۔

مسٹر بولا۔ مگر یہ سب کچھ تو خدا کی مرضی۔

مولوی صاحب نے جواب دیا۔ اور روزہ رکھنا بھی خدا کی مرضی۔

خبردار!

"رضائے مصطفےٰ" خالص دینی مذہبی اخبار ہے دینی روحانی مضامین کی تعظیم و تکریم کیلئے اسے حفاظت و ادب سے رکھیں اور ردی میں استعمال ہونے سے بچائیں!

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں ★ کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے۔

نغماتِ رضا

اعلیٰحضرت، مجددِ ملت، حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ کا کلام

از فخر اہل سنت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب مدظلہٗ مدیر ماہ طیبہ ★

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیران ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حضور سرورِ کونین تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت وسلطنت اور آپ کا تصرف اور اختیار کچھ اس قدر وسیع ہے۔ کہ چشم فلک نے مخلوق میں اتنا بڑا اختیار و تصرف اور اتنی بڑی دو جہاں گیر حکومت کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔ زمین و آسمان برگ و شجر شمس و قمر۔ بحر و بر غرضیکہ کون ومکان کا ہر ذرّہ اس سلطانِ ذی جاہ کے اختیار و تصرف میں ہے اور اس تاجدارِ ذی وقار کا ہر شے پر حکم و فرمان جاری ہے ؎

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے

ادھر زمین والے اگر حضور کے مطیع و فرمانبردار ہیں تو ادھر آسمان والے بھی حضور کے ہر اشارہ پر قربان ہونے کو تیار ہیں زمین پر اگر پتھر کلمہ پڑھ رہے ہیں، درخت بلائے ہوئے چلے آ رہے ہیں اونٹ فریادرسی کے لئے حاضر ہو رہے ہیں، اور جانور سجدہ کر رہے ہیں تو آسمان پر سورج حکم پاکر الٹے قدم لوٹ رہا ہے۔ چاند اشارہ پاتے ہی ٹکڑے ہو رہا ہے۔ شب معراج ہر آسمان کے دروازے کھل رہے ہیں اور ملائکہ صف بہ صف تعظیم و استقبال کے لئے چشم براہ ہیں۔ گویا ؎

تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا
دونو جہاں میں راج ہے ان کا

خدا کے بعد اتنی بڑی بڑائی صرف حضور ہی کو حاصل ہے اور آپ سے کوئی بڑا نہیں ؎

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

باوجود اتنی بڑی بڑائی کے حضور کا سرِ اقدس اپنے بڑائی دینے والے مالک کی بارگاہ میں جھکا رہا اور آپ نے باوجود تملیکِ حق مالکِ جنت ہونے کے خدا کی اس قدر عبادت فرمائی کہ کمالِ عبادت کا ظہور آپ ہی کی ذاتِ بابرکات سے ہوا اور اس وصفِ خاص سے بھی محبوب کو موصوف فرما کر خدا نے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ فرما کر اور کہیں عَمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا اور کہیں نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ فرما کر آپ کی عبدیت کاملہ کا اعلان فرما دیا اور یہ واقعہ ہے کہ جس طرح معبود حقیقی اپنی الوہیت میں وحدہٗ لا شریک ہے اور اس کا کوئی ثانی و شریک نہیں۔ اسی طرح عبدِ کامل (حضور علیہ السلام) بھی اپنی عبدیتِ کاملہ میں تنہا و بے نظیر ہیں۔ اور ان کا کوئی ثانی و مثیل نہیں ؎

تیرے پایہ کا نہ پایا ✲ تجھے اک نے اک بنایا

مذکورہ بالا مضمون سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خداداد قوت و قدرت حاصل ہے کہ چاہیں تو پتھروں سے کلمہ پڑھوالیں۔ درختوں کو بلالیں۔ چاہیں تو غروب شدہ سورج کو لوٹالیں اور چاند کے ٹکڑے کر ڈالیں۔ دوسرے یہ کہ آپ نے جس قدر عظمت و رفعت پائی اسی قدر آپ نے خدا کی عبادت کر کے دکھائی۔ گویا حضور علیہ السلام قدرت و عبدیت ان دونوں صفتوں سے موصوف ہیں۔

اس کے بعد یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ خدا کے سوا ہر چیز عالمِ ممکنات میں شمار کی جاتی ہے صرف ایک خدا ہی کی ہستی ہے جو واجب الوجود ہے اور خدا کے سوا ہر چیز پر لفظِ ممکن صادق آتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت کے شعر میں "ممکن" سے مراد ما و شما عوام الناس ہیں اور واجب سے مراد خدا کی ذات ہے۔

اب سُنئے! اعلیٰحضرت نے اپنے اس شعر میں حضور علیہ السلام کی حیثیتِ مقدسہ کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام کیا ہیں اور انہیں کیا سمجھا جائے؟ سو اس باب میں دو صورتیں ظاہر ہیں کہ یا تو آپ کو گستاخانِ رسالت کی طرح اپنی مثل بشر کہا جائے اور یا خدا کہہ کر ارتکابِ شرک کیا جائے۔ اعلیٰحضرت نے ان دونوں صورتوں کا بلیغ و بادلیل رد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

ممکن میں یہ قدرت کہاں! اگر انہیں ممکن یعنی عام انسانوں کی طرح سمجھا جائے تو پھر ایک عام انسان میں یہ طاقت و قدرت کہاں ہے؟ کہ وہ چاہے تو درختوں کو بلالے پتھروں سے کلمہ پڑھوالے۔ سورج کو لوٹالے اور ایک انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دے کبھی پانچوں انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دے۔ یہ قدرت ما و شما میں ہرگز نہیں ہے لیکن حضور میں یقیناً ہے۔ ؎

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے مردک دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

جب یہ قدرت حضور میں ہے۔ تو پھر آپ ہماری مثل بھی یقیناً نہیں ہیں کہ ہم جو ممکن ہیں ہم میں یہ قدرت کہاں ہے تو پھر حضور کیا ہیں؟ کیا خدا ہیں؟ معاذ اللہ یہ بھی نہیں اس لئے کہ

واجب میں عبدیت کہاں؟ اگر آپ کو واجب یعنی خدا مانا جائے تو پھر خدا میں یہ عبدیت کہاں ہے؟ کہ اپنے خالق کی عبادت کرے، اسے سجدے کرے اور اپنی عبدیت کا اظہار کرے۔ یہ چیز تو شایانِ شانِ حضور ہے اور آپ ہی نے عبدیتِ کاملہ کا اظہار فرمایا۔ اور واجب الوجود میں تو عبدیت نہیں۔ اس لئے کہ وہ معبود ہے، مسجود ہے۔ عابد و ساجد نہیں ہے۔

لہٰذا یہ دونوں صورتیں ممکن و واجب کی بیان کر کے اعلیٰحضرت حیرانی کا اظہار فرماتے ہیں کہ۔

حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی ممکن بھی نہیں اور واجب بھی نہیں۔ تو پھر **حضور کیا ہیں؟** چنانچہ اس شعر کے ساتھ ہی آگے فرمایا ؎

حق یہ کہ ہیں عبد اِلٰہ اور عالمِ امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِّ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کیا ہی ایمان افروز اور کفر سوز فیصلہ ہے یعنی حق تو یہ ہے کہ حضور اللہ کے بندے ہیں اور ساری کائنات کے بادشاہ ہیں۔ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک امر فاصل ہیں "ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل" کے مطابق ایک ہاتھ آپ کا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ میں۔ ادھر خدا سے لیتے ہیں ادھر خدائی میں بانٹتے ہیں۔ آپ نہ تو خدا ہیں نہ ہی اس سے جدا ہیں۔ خدا کی مخلوق ہیں مگر ساری مخلوق سے ممتاز اور ساری مخلوق کے حاکم و سلطان۔ آپ کی رفعت و عظمت اور آپ کی حیثیت مقدسہ کو اللہ ہی جانے۔ آپ ایک رازِ خدا ہیں اور یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں یعنی ؎

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

اسی لئے حضور نے خود فرمایا کہ

لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ

مجھے حقیقۃً میرا اللہ ہی جانے۔

آمَنَّا وَصَدَّقْنَا ہم تو محبوبِ کبریا۔ سرِّ خدا۔ سلطانِ دوسرا۔ سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختصر الفاظ میں یہی کہہ سکتے ہیں۔ جو اعلیٰحضرت ہی نے دوسری جگہ لکھا ہے۔ کہ ؎

بس رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اعلیٰحضرت امیر ملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے چھٹے سالانہ

عُرس مبارک کے موقع پر آئندہ شمارہ میں

حضور کی حیات پاک پر ایک اہم مضمون شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں ★

غزوۂ بدر پر ایک نظر

گو لاکھ زمانہ دشمن ہو حالات بھی ناخوش اطوار ہوں
باطل سے ٹکرانے والے باطل سے ٹکراتے ہیں۔

مقام بدر، مدینہ منورہ سے تقریباً اسّی میل کے فاصلے پر ہے۔ ۱۷ رمضان ۲ھ کو اس جگہ اسلام و کفر کے درمیان ایک فیصلہ کن جنگ ہوئی چنانچہ قرآن پاک میں یوم بدر کو "یوم الفرقان" (فیصلہ کا دن) فرمایا گیا ہے۔ یعنی وہ دن جس میں حق و باطل، نور و ظلمت، اسلام و کفر کی کشمکش کا کھلا ہوا فیصلہ ہو گیا۔ معرکۂ بدر اسلام کی ترقی کا قدم اولین تھا۔ یہ واقعہ یوں ہوا کہ قریش مکہ نے ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔ تاکہ مدینہ میں بھی مسلمان چین سے نہ بیٹھ سکیں۔ ان حالات کے پیش نظر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع فرما کر اس واقعہ کا اظہار اور لڑائی کے متعلق تذکرہ فرمایا۔ اس پر حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجاہدانہ تقریریں کیں۔ اور انصار کی طرف سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں حکم فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں" اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑیں بلکہ ہم تو آپ کے ساتھ دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف سے لڑیں گے" یعنی چاروں طرف سے آپ پر جانیں قربان کریں گے۔ یہ جان نثارانہ تقریریں سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چمک اُٹھا اور حضور بہت خوش ہوئے۔ صحابۂ کرام کے شوقِ شہادت جذبۂ قربانی اور ولولۂ ایمانی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب غزوۂ بدر کی تیاری شروع ہوئی تو حضرت خثیمہ انصاری نے اپنے بیٹے حضرت سعد سے کہا کہ بیٹا مجھے جانے دو اور تم یہاں مستورات کی خبر گیری کرو۔ حضرت سعد نے عرض کیا۔ ابا جان اگر کوئی اور موقع ہوتا تو ضرور میں آپ کو اپنے اُوپر ترجیح دیتا لیکن یہ شہادت کا درجہ ہے۔ میں اس کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ چنانچہ اس پر باپ بیٹے میں قرعہ اندازی ہوئی تو قرعہ میں حضرت سعد کا نام نکلا اور وہ شریکِ جہاد ہو کر شہید ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن ابیہ)

مدینہ سے روانگی

۱۲ رمضان کو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اپنے جاں نثار صحابہ کو ساتھ لے کر شہر سے باہر نکلے۔ ایک میل چل کر فوج کا جائزہ لیا اور جو کم عمر تھے وہ واپس کر دیئے گئے۔ کم عمروں میں حضرت عمیر ابن وقاص بھی تھے جب اُن کو واپسی کے لئے کہا گیا تو وہ رو پڑے۔ آخر حضور نے ان کو اجازت فرمائی۔ اہلِ بدر صحابہ کی مقدس فوج کی تعداد صرف تین سو تیرہ ۳۱۳ اور ادھر مقابلہ میں کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ مگر اس کے باوجود قدرتِ خداوندی و برکت نبوی سے مسلمانوں کو کافر تھوڑے نظر آتے تھے اور کافروں کی آنکھ میں مسلمان زیادہ دکھائی دیتے تھے۔ ۱۷ رمضان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں قیام فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں مارے جانے والے کافروں کی جائے قتل کا نشان ہمیں پہلے ہی دکھا دیا تھا کہ فلاں انشاء اللہ کل یہاں قتل ہوگا اور فلاں انشاء اللہ یہاں مارا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ کافروں کی جو جو جگہ حضور نے بتائی تھی وہ ٹھیک اسی جگہ مارے گئے۔ وہاں سے ذرا بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوئے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۳) اس کے بعد وہ وقت بھی آ گیا جب دونوں گروہ آمنے سامنے تھے۔ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ ایک خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا منکرِ خدا تھا اور اس وقت کا یہ منظر بڑا ہی عجیب اور حیرت انگیز تھا۔ جب یہ بھی دیکھا گیا کہ اگر کافر بیٹا دشمنانِ مصطفیٰ کی صف میں ہے۔ تو اس کا باپ (صدیق اکبر) مقابلہ کے لئے غلامانِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کے لشکر میں قیام فرما ہے۔ اور اگر باپ کافروں کے لشکر میں ہے تو اس کا مسلمان بیٹا (حذیفہ) مقابلہ میں مسلمانوں کی صف میں نظر آ رہا ہے اور خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حق و باطل میں فرق کرنے والی تلوار ماموں کے خون سے رنگین دکھائی دیتی ہے۔ اور عملی طور پر اس حقیقت کا مظاہرہ ہو رہا ہے کہ ؎

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر مال و جاں اولاد سے پیارا

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ عن اصحابہ الاکرام)

حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ بروز بدر جب میں صف میں کھڑا تھا تو مجھے اپنے دائیں بائیں دو نوعمر مجاہد نظر آئے۔ میں نے خیال کیا کہ اگر ان سے زیادہ قوت والوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا (یہ تو ابھی نوعمر ناتجربہ کار ہیں) اتنے میں ان دونوں نے یکے بعد دیگرے مجھے پوچھا کہ چچا جان کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں مگر تمہیں اس سے کیا واسطہ؟ اس پر انہوں نے کہا کہ ؎

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سُنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوبِ باری کو

فرماتے ہیں اتنے میں ابوجہل مجھے نظر آ گیا۔ اور میں نے دونوں کو اشارہ سے بتایا کہ وہ ہے ابوجہل جس کے متعلق تم پوچھ رہے ہو۔ یہ سنتے ہی دونوں نے تلواریں نکالیں اور جھپٹے حتیٰ کہ ان دونوں نے اس لعین کو قتل کر دیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

"جیوشِ ملائکہ"

اِدھر تو زمین پر مجاہدینِ اسلام کے جوش و خروش اور ہمت و جرأت کا یہ عالم تھا۔ اور اُدھر مولیٰ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی مدد کے لئے فرشتوں کی فوجیں بھیج دیں۔ پہلے ایک ہزار پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار چنانچہ اکثر صحابہ نے دیکھا کہ کفار کے سر ان کے سامنے قلم ہوتے جاتے تھے۔ مگر سر قلم کرنے والا کوئی (فرشتہ) نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز بدر فرمایا یہ ہیں جبرائیل! جنگی ہتھیار پہنے ہوئے اور اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے۔ (مشکوٰۃ) حدیث پاک میں ہے کہ جیسے اہلِ بدر صحابہ باقی صحابہ سے افضل ہیں۔ اسی طرح بدر میں شرکت فرمانے والے ملائکہ باقی ملائکہ سے افضل ہیں۔ سبحان اللہ۔ ہمارے نبی پاک کی کیسی شان ہے کہ ؎

تخت ہے ان کا تاج ہے انکا ٭ دونوں جہاں میں راج ہے انکا
جن و ملک ہیں انکے سپاہی ٭ رب کی خدائی میں انکی شاہی

دستِ محبوبِ خدا

بدر کے دن دورانِ جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشتِ خاک اور سنگریزے کفار پر پھینک کر مارے۔ تو کوئی کافر ایسا نہ بچا جسکی آنکھوں میں اُسمیں سے کچھ پڑا نہ ہو۔ اس کے بعد زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ کافر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اعلیٰحضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ ؎

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتہً مُنہ پھر گیا

خاتمۂ جنگ

اس کے باوجود کہ کفار کی فوج میں بڑے بڑے دولتمند تھے اور مسلمانوں کے پاس بظاہر کچھ نہ تھا۔ کفار کی تعداد ایک ہزار اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ کفار میں سو سوار اور مسلمانوں کی فوج میں صرف دو گھوڑے تھے۔ مسلمانوں میں بہت کم سپاہی تمام ہتھیاروں سے مسلح تھے اور اُدھر کفار کا ہر سپاہی ہتھیاروں سے ملبس تھا۔ جب خاتمۂ جنگ پر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اہلِ اسلام میں سے صرف چودہ ۱۴ حضرات نے شہادت پائی ہے اور دوسری طرف لشکرِ کفار کے ستر آدمی جن میں بڑے بڑے اوّل لیڈر، سپہ سالار۔ اور اسلام کے بدترین دشمن تھے مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔

نتیجہ و سبق

اس غزوہ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر مسلمان صحیح معنی میں اپنے مولیٰ کے فرمانبردار اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور وفادار غلام ہوں تو ان کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں دبا سکتی۔ اگرچہ بظاہر بے سروسامانی اور تعداد تھوڑی ہی کیوں نہ ہو اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو چاہے بظاہر کتنی ہی مادی طاقت اور اکثریت ہو پھر بھی وہ بات نہیں بنتی۔ چنانچہ آجکل کے حالات پر جس کا دل چاہے نظر ڈالے اور اندازہ لگا لے۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ ؎

ان کے جو ہم غلام تھے دُنیا کے پیشوا رہے
ان سے پھر کے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

بزمِ رضائے مصطفےٰ

دِل شاد بامراد رہیں مہرباں میرے ★ آباد حشر تک رہیں سب قدرداں میرے

گزشتہ ہفتہ ان حضرات نے رضائے مصطفےٰ کے جدید خریدار بنائے اور توسیع اشاعت میں حصہ لیا۔

سالانہ خریدار

۱۔ عالیجناب صاحبزادہ محمد فضل رسول صاحب ٹیکو ۱ خریدار
۲۔ مولانا محمد نور عالم صاحب لائل پور ۱ ״
۳۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر گوجرخان ۲ ״
۴۔ مولانا محمد حسین صاحب سکھر ۱ ״
۵۔ مولانا غلام محی الدین صاحب بٹالہ ۱ ״
۶۔ مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب عارفوالا ۱ ״
۷۔ مولانا محمد یوسف صاحب ڈسکہ ۱ ״
۸۔ حافظ محمد جلال اکبر صاحب گوجرانوالہ ۲ ״
۹۔ مولوی محمد شریف صاحب متعلم ״ ۱ ״
۱۰۔ مستری عبدالمجید صاحب ״ ۱ ״
۱۱۔ جناب طاہر صاحب انصاری ملتان ۲ ״
۱۲۔ جناب شیخ محمد صاحب راولپنڈی ۱ ״
۱۳۔ مولانا محمد سلیم صاحب لائلپور ۱ ״

بعض مکتوباتِ گرامی

مولانا ابوالشاہ محمد عبدالقادر صاحب احمد آبادی

از آستانۂ عالیہ اجمیر مقدس۔

سلام مسنون۔ خیر و عافیت۔ رضائے مصطفےٰ کا پرسہ حضرت فیضدرجت قبلہ مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب بریلوی دامت برکاتہم العالیہ کی نشست گاہ میں جیساں دیکھا، پڑھ کر فرحت و مسرت و انبساط حاصل ہوا۔ اور دل سے دعائیں نکلیں۔ فقیر ۱۷ رمضان تک بریلی شریف رہا۔ دربار اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز میں دعائیں کیں۔ اور اب دربار خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز میں بھی بندہ دعا کر رہا ہے کہ مولا کریم "رضائے مصطفےٰ" کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور مذہب اہل سنت وجماعت کی صحیح خدمت لے اور ہر سُنی اس کی اشاعت میں حصہ لے۔ اور فقیر آپ کی خدمت میں اس بہترین کامیابی پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف فقیر ابھی تک "رضائے مصطفےٰ" کی دید سے محروم ہے۔ کیا اچھا ہو کہ ایک دو پرچے فقیر کے پتہ پر احمد آباد روانہ فرمائیں تاکہ احباب کو رغبت دلائی جائے۔ حضرت قبلہ مفتی اعظم دامت برکاتہم العالیہ نے بھی "رضائے مصطفےٰ" کے خریدار بننے کے لئے احباب سے فرمایا ہے احباب اہل سنت کی خدمت میں سلام بنقلہ

فقیر ابوالشاہ۔ ۲۰ رمضان المبارک
(فاضل جامع رضویہ)

حضرت اختر الحامدی مدظلہ حیدرآباد

صحیفۂ نورانی نظر نواز ہوا۔۔۔۔ میں نے ہر پرچہ کے تمام مضامین کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے۔ کیا کہنے ہیں۔ ہر سطر ہمارے معتقدات کا آئینہ ہے۔ اہل سنت وجماعت کو ایسے ہی اخبارات و رسائل کی ضرورت ہے۔ خدا آپ کے عزائم میں پختگی کے ساتھ برکت بھی عنایت فرمائے۔ آمین۔ فقط والسلام

اختر الحامدی

مولانا محمد سلیم صاحب خطیب جھال

خانوآنہ لائل پور

سلام مسنون۔ "رضائے مصطفےٰ" کے مضامین کا بلامد مطالعہ کیا گیا۔ ماشاء اللہ اپنے فن کا واحد مبلغ روزنامہ ہے۔ دعا ہے مولا کریم اس اخبار کو مقبول عام کرے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد سلیم نقشبندی۔

مولانا عطاء الرحمن صاحب حامی

ڈونگہ بونگہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ "رضائے مصطفےٰ" کا پرچہ ملا۔ پڑھا اور دل کی پژمردہ کلی شگفتہ پھول کی طرح کھل گئی۔ اور دل سے دعا نکلی کہ جس مقصد عظیم کو مدنظر رکھ کر آپ نے یہ بیڑا اٹھایا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اس مقصد عظیم میں کامیاب فرمائے۔

عطاء الرحمن فاضل جامعہ رضویہ
مدرسہ فیض رضا ڈونگہ بونگہ۔

مولانا محمد یوسف صاحب ڈسکہ

السلام علیکم۔ رضائے مصطفےٰ کے اجراء کی آپ کو مبارک ہو۔ کہ اس کمی کو جناب نے پورا فرما دیا ہے۔ توسیع اشاعت کی کوشش پوری پوری جاری ہے۔

احباب اہل سنت کو السلام علیکم
احقر:۔ ابوالفتح محمد یوسف غفرلہٗ
از ڈسکہ۔

"رزم و بزم"

(حق گو کے قلم سے)

آجکل کے تعلیم یافتہ۔ روشن خیال و نازک مزاج حضرات کا مولوی کو نیزہ کی نگاہ سے دیکھنا تو آپ جانتے ہی ہیں۔ مگر ایسا کیوں ہے؟

اس سلئے کہ ان حضرات کے زعم میں مولوی تنگ نظر۔ ضدی۔ جھگڑالو۔ اور تفرقہ انداز ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ مولوی (علماء ربانی) نے کبھی اپنے ذاتی مفاد کے لئے کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جب کوئی دین و مذہب کے خلاف سازش اور شانِ الوہیت وشانِ رسالت سے بغاوت کرے تو مولوی اپنے دینی فریضہ کی بناء پر ایسے شخص کے متعلق شرعی حکم بیان فرما کر بندگان خدا و غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو اس کے فتنہ سے خبردار کر دیتا ہے۔ تاکہ لوگ فتنہ و انتشار سے بچ جائیں۔ بس یہی وہ بات ہے جس کو آجکل کے تہذیب یافتہ ترقی پسند حضرات برداشت نہیں کر سکتے اور بلا تحقیق "مولوی" پر برس پڑتے ہیں۔ حالانکہ مولوی کا کوئی قصور نہیں وہ جھگڑالو نہیں ہے۔ بلکہ دین و قوم و ملک کے خلاف نئے نئے فتنوں اور جھگڑوں کو ختم کرنے والا ہے۔ بہرحال مولوی پر خواہ مخواہ طعن و تشنیع کرنے والے حضرات خود اور ان کے ہم جنس محض اپنے ذاتی مفاد و وقار و اقتدار کی خاطر جو نئے نئے گل کھلاتے رہتے ہیں۔ ان کی ایک تازہ مثال "نوائے وقت" لاہور ۲۳ راپریل کے ایک ادارتی نوٹ میں ملاحظہ فرمایئے۔

اخبار مذکور "عزت مآبوں کی خدمت میں" کے عنوان کے تحت رقمطراز ہے "قومی اسمبلی یا پارلیمنٹ کے اجلاس (۱۹ اپریل) کی روئداد کا ایک اقتباس کسی دوسرے معاصر کے حوالے سے نہیں ایک کمیونسٹ اخبار کے کالموں سے۔

"سردار امیر اعظم نے مسٹر سہروردی کے بارے میں مسٹر حمید الحق چودھری کے فقروں پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہیں اسمبلی کی کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ حزب اختلاف کی نشستوں میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ جو پورے ایوان میں شور و غل کا باعث تھا۔ اسپیکر نے ارکان سے معلوم کیا کہ آیا وہ وزیر قانون سے اتفاق کرتے ہیں تو حزب اختلاف کی طرف سے نہیں نہیں کی آواز لگائی گئی اور مسٹر فرید احمد۔ مسٹر فضل الرحمن۔ مسٹر یوسف ہارون۔ مسٹر ابوالحسن اور میاں افتخار الدین اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر زور زور سے بولنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ اسپیکر برابر گھنٹی بجاتے رہے اور "بیٹھ جایئے۔ بیٹھ جایئے" کہتے رہے۔ اسپیکر نے اپنی آواز زیادہ بلند کرتے ہوئے کہا کہ جو ارکان سردار امیر اعظم خان کی تجویز کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ اس پر مخلوط پارٹی کے ارکان کھڑے ہو گئے لیکن ہنگامہ برابر جاری رہا اور دونوں جانب سے الزامات اور جوابی الزامات لگائے جاتے رہے مسٹر بھولا اس بات پر کہتے رہے کہ جب اسپیکر آپ ایوان کے نگران ہیں ایجنٹ نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں اسپیکر کی رولنگ سنائی نہیں دی۔ اس پر مسٹر چندریگر کھڑے ہوئے لیکن وزیر قانون نے کہا کہ اگر حزب اختلاف کا یہی رویہ برقرار رہا تو وہ قائد حزب اختلاف کی تقریر نہیں سنیں گے۔ اس بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اور زیادہ شور و غل ہو گیا۔ مسٹر ہارون نے کہا کہ ہم چیلنج قبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد میزیں پیٹنے۔ ہاتھ لہرانے۔ نعرے بلند کرنے اور برا بھلا کہنے کا سلسلہ شروع ہو گیا اسپیکر تھوڑی دیر بے چارگی کے عالم میں کھڑے رہے پھر اجلاس ملتوی کر دیا"۔

پارلیمنٹ کے ممبر اب اپنے نام سے پہلے آنریبل کا لفظ نہیں لکھ سکتے۔ کیونکہ قانون اب اس کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر ہم اب بھی انہیں "آنریبل" یا عزت مآب ہی سمجھتے ہیں۔ ہم مذکورہ بالا اقتباس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔ ان عزت مآب ممبروں سے جن کا نام اوپر آیا ہے یا جو میزیں پیٹنے۔ ہاتھ لہرانے اور برا بھلا کہنے" والوں میں شامل تھے بصد ادب صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ عام لوگ ان کے متعلق بڑا حسن ظن رکھتے ہیں اور انہیں قابل تقلید سمجھتے ہیں اس لئے انہیں بہتر طرز عمل اور بہتر اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیئے"۔

بے چارہ "حق گو" حیران ہے کہ "مولوی" کی تنگ نظری۔ جھگڑا اور تفرقہ اندازی "عزت مآبوں" میں کیونکر جا پہنچی اور پھر جس طرح یہاں ان چیزوں کا مظاہرہ ہوتا ہے وہ تو مولوی کے وہم و حسبان میں بھی نہیں آسکتا۔ لیکن برا پھر بھی مولوی ہی ہے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

اہلِ سنت کی مذہبی تبلیغی خبریں

(نمائندہ رضائے مصطفےٰ)

مدرسہ حنفیہ رضویہ گوجرانوالہ کی سرگرمیاں

ماہ رمضان المبارک میں مدرسہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم زینۃ المساجد گوجرانوالہ کے مدرس مولانا عبد اللطیف صاحب نے گوندلانوالہ میں تقریر فرمائی اور صوفی محمد دین صاحب متعلم مدرسہ نے بمقام رتالی نو رو تین تقریریں۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب متعلم نے نندی پور (ایڈر پراجیکٹ) میں چار تقریریں، حافظ محمد جمیل صاحب متعلم نے بمقام لدھے والا دو تقریریں کیں اور مولوی شوکت علی صاحب متعلم نے بمقام سیدرہ ایک تقریر اور مولوی صوفی محمد بشیر صاحب متعلم نے محلہ ریتانوالہ گوجرانوالہ میں ایک تقریر فرمائی۔ مولوی رحمت اللہ صاحب متعلم نے بمقام لمہ نوالہ اور مولوی محمد شریف صاحب متعلم نے سول لائن گوجرانوالہ میں تسبیح و امامت کے فرائض انجام دیئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

درود تاج قصیدہ بردہ شریف

یوں تو ماشاء اللہ زینۃ المساجد گوجرانوالہ میں روزانہ فجر و ظہر و عصر و عشاء کی اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام ہوتا ہے اور نماز فجر کی اذان سے قبل درود تاج شریف و قصیدہ بردہ شریف پڑھا جاتا ہے۔ مگر رمضان مبارک کے پیارے مہینے میں جب اذان فجر سے قبل حضرت مولانا محمد سادہ بلی یا صوفی محمد بشیر صاحب متعلم قصیدہ شریف پڑھتے تو اس وقت دیگر طلبہ کرام و احباب محلہ بھی اس میں شریک ہو جاتے اور جب قصیدہ مبارک کے ہر شعر کے بعد بار بار یہ
والہانہ انداز سے پڑھتے: مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
تو اس وقت عجیب سماں ہوتا اور سننے والوں پر رقت طاری ہو جاتی۔ ماشاء اللہ سارا ماہ مبارک خوب گزرا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اسی ذوق و شوق اور لشہ محبت نبوی سے سب کو سرفراز فرمائے آمین۔

میلاد مبارک و گیارھویں شریف

۱۰ رمضان المبارک کو مساجد اہل سنت گوجرانوالہ میں گیارھویں شریف اور ستائیسویں شب مبارک کو ختم قرآن و میلادِ مبارک کی مجالس خوب اہتمام سے ہوئیں۔

بزم رضائے مصطفےٰ ملتان شریف

ملتان شریف میں یہاں کے اہل درد و مخلصین احباب اہل سنت کی "بزم" ہے۔ اس کے سیکرٹری جناب طاہر صاحب انصاری ہیں۔ اس بزم مبارک کے خلوص و جذبۂ خدمتِ دین کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جب ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کا اشتہار ان حضرات نے ملاحظہ فرمایا تو اپنے اہتمام سے اپنے ہاں بھی اشتہارات چھپوا کر ملتان کے گرد و نواح میں چسپاں کرائے۔ مولیٰ تعالیٰ اراکین بزم رضائے مصطفےٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کی سعی قبول فرمائے اور ان کے خلوص و جذبہ و ہمت میں برکت عطا فرمائے آمین۔ ابھی آمدہ ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ بزم "رضائے مصطفےٰ" کے زیر اہتمام عید الفطر کے دو دن بعد ایک دینی مدرسہ کا افتتاح ہو رہا ہے۔ (ماشاء اللہ۔ بارک اللہ)

چوہا سیدن شاہ

انجمن تحفظ حقوق حنفیہ چوہا سیدن شاہ ضلع جہلم کے زیر اہتمام ۱۹ رمضان المبارک کو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک ہوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد جناب الحاج سید کرم حسین شاہ صاحب نے نعت شریف پڑھی اور حضرت مولانا سید منیر حسین شاہ صاحب (فاضل جامعہ رضویہ) نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پاک کو موثر پیرایہ میں بیان فرمایا پھر نذرِ ثواب و صلوٰۃ و سلام پر اختتام ہوا۔

"دار العلوم رحمانیہ گوجر خان"

گوجر خان میں مرکزی جامع مسجد اہل سنت و جماعت کی انتظامیہ کمیٹی کے زیر اہتمام دار العلوم رحمانیہ عرصہ چند سال سے قائم ہے۔ جس میں قرآن پاک حفظ و ناظرہ و دیگر جملہ علوم و فنون کی تعلیم کا اعلیٰ انتظام ہے۔ ...... ۵ شوال سے مدرسہ کا داخلہ شروع ہو گا۔

انجمن واصفانِ رسول

گوجر خان میں حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب نقشبندی کی زیر سرپرستی مسلک مبارک اہل سنت کی خدمت و اشاعت کے لئے انجمن واصفان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ رمضان المبارک میں انجمن کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے لیلۃ القدر، اعتکاف و صدقۃ الفطر کے فضائل و مسائل کے متعلق بہترین پوسٹر شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ

حامدی رضوی کتب خانہ

بھی قائم ہو چکا ہے۔ جہاں سے حضور اعلیحضرت رضی اللہ عنہ و دیگر حضرات علماء اہل سنت کی تصانیف مبارکہ بآسانی دستیاب ہو سکتی ہیں۔

تبلیغی جلسہ

انجمن خدام شریعت نارووال کے زیر اہتمام عالی جناب فضیلت مآب فخر ملت حضرت مولانا پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ علی پور شریف کی صدارت میں ۱۴-۱۵ مئی ۱۹۵۷ء بروز ہفتہ۔ اتوار ایک عظیم الشان تبلیغی جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں امام اہل سنت محدث پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب مدظلہ (لائلپور) شیر بیشۂ سنت مولانا محمد عمر صاحب لاہور۔ فخر العلماء علامہ مولانا عبد الرشید صاحب خطیب جامع مسجد شاہی جماعت نارووال۔ فخر اہل سنت حضرت مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ و دیگر علماء کرام و نعت خواں حضرات شرکت فرما رہے ہیں۔

چیدہ چیدہ اخباری خبریں

مولانا غلام اللہ نے مولانا عارف اللہ کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا

وہابی کہہ کر مستغیث کی شہرت کو نقصان پہنچانے کا الزام

(نمائندہ خصوصی)

راولپنڈی: ۲۴ اپریل۔ مسجد میاں نبی بخش پرانا قلعہ کے امام مولانا غلام اللہ خاں نے مرکزی جامع حنفیہ کے خطیب مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری کے خلاف ہتک عزت کا استغاثہ دائر کر دیا ہے۔ مولانا غلام اللہ خان نے کل میاں عبد الستار ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں جو استغاثہ دائر کیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ میں مسجد میاں نبی بخش پرانا قلعہ کا امام اور مدرسہ تعلیم القرآن کا بانی اور عقیدۃً، قولاً، عملاً اہل سنت والجماعت حنفی مسلمان ہوں اور اسی عقیدے کی تبلیغ بھی کرتا ہوں میں دیوبند کا فارغ التحصیل ہوں اور اچھی شہرت کا مالک ہوں۔ ملزم محمد عارف اللہ شاہ قادری جب سے جامع مسجد راولپنڈی آئے ہیں۔

انہوں نے میری مخالفت میں ایک گروہ بنانا شروع کر دیا۔ اور سنے وہ مستغیث کے خلاف تقریروں اور تحریروں میں اس غرض سے زہر اگلتے رہتے ہیں کہ اس طرح میری شہرت کو نقصان پہنچے اور میرے مقتدی منحرف ہوتے جائیں۔

جب انہیں سابقہ الزامات سے کوئی کامیابی نہ ہوئی، تو انہوں نے بدنیتی سے میرے اور میرے خیر خواہوں کو وہابی اور غیر اہل سنت کہنا شروع کر دیا۔ ملزم نے یکم اپریل کو ماسٹر خدا بخش وغیرہ بخلاف عبد اللطیف وغیرہ کے مقدمے میں چوہدری محمد شریف سول جج کی عدالت میں جب مستغیث اور شہر کے کافی لوگ وہاں موجود تھے۔ حلفیہ بیان دیتے ہوئے کہا کہ ایک عقیدہ پر چند مولویوں کو مجھ سے اختلاف ہے اس لئے وہ ڈپٹی کمشنر کے پاس میری مخالفت میں جایا کرتے تھے۔ جو گروپ میرے خلاف ہے اس کے لیڈر مولانا غلام اللہ خاں ہیں۔ میں حنفی سنی ہوں۔ مولوی غلام اللہ خاں حنفی سنی نہیں۔"

مولانا غلام اللہ خاں نے اپنے استغاثے میں کہا ہے کہ ملزم نے اپنے ماہنامہ "سالک" کے اپریل کے شمارے میں صفحہ نمبر ۴۵ پر بھی میرے خلاف لکھا ہے۔ اس کے علاوہ ملزم نے میری تصنیف جواہر القرآن کو کفریات اور قرآن کریم کی معنوی تحریفات پر مبنی تحریر بتایا ہے اور آگے چل کر یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے قول و فعل میں ہمیشہ تضاد ہوتا ہے۔ ملزم نے ایک اور غلط بیانی بالفاظ ذیل کی کہ "جامع مسجد کے حالیہ واقعات میں اخبارات کے ذریعے اپنی مستغیث کی لاتعلقی کا اعلان کرتے رہے اور در پردہ اپنی جماعت کے علماء اور طلباء کو ایڑی چوٹی کا زور لگانے کا حکم دے کر باہر چلے گئے۔"

ملزم کی یہ تحریریں اور بیان اس قسم کے ہیں کہ ان سے میری حیثیت کو بٹہ لگتا ہے اور فی الواقع میری شہرت کو نقصان پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ میرے احساسات کو چوٹ لگی ہے۔ ملزم نے ارادۃً اور بدنیتی سے مجھے وہابی اور غیر سنی و حنفی کہا ہے اور میری تحریر کو کفر اور توہین رسالت مآب قرار دیا ہے اس طرح زیر دفعہ ۲۹۵ اور ۵۰۰ تعزیرات پاکستان کا ارتکاب کیا۔ میری عزت عوام الناس اور بالخصوص اہل سنت والجماعت کی نظر میں گر گئی ہے۔ اور ملزم کی جانب سے اسی وہابیت کے غلط الزام کی بنا پر مجھ پر قاتلانہ حملہ بھی ہو چکا ہے۔ مولانا غلام اللہ خان نے اپنے استغاثہ کے اخیر میں لکھا ہے کہ لفظ وہابی" اتنا بدنام ہے کہ خود اہلحدیث بھی اسے درست نہیں سمجھتے۔

اس لئے عدالت سے درخواست ہے کہ مناسب تحقیقات کے بعد ملزم کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ فاضل ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا ہے کہ استغاثہ ۲۴ اپریل کو چوہدری امتیاز محمد خاں اے مجسٹریٹ ا علاقہ میں پیش کیا جائے۔

مدیر طابع و ناشر:- محمد حفیظ نیازی: مطبوعہ اصلاح برقی پریس گوجرانوالہ
مقام اشاعت:- دفتر رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ